تحریر
جناب بشیر انصاری ایم اے

شہید ملت علامہ ظہیر کی حق گوئی و بیباکی۔ ایک چشم دید واقعہ

یہ ۱۹۷۳ء کی بات ہے جب ملک دولخت ہونے کے بعد "نئے پاکستان" میں فکر و نظر پر پہرے بٹھا دیئے گئے تھے شرفاء پر نااہل مسلط ہو چکے تھے۔ ملک میں ہر طرف سناٹا تھا۔ حق بات کہنا سینکڑوں مصائب کو دعوت دینے کے مترادف تھا لیکن اس وقت بھی اہل حدیث کے نامور فرزند شہید ملت حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر حق گوئی کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے اسی پاداش میں "عوامی حکومت" نے ان پر متعدد مقدمات قائم کر رکھے تھے۔ جب وہ ساہیوال، ملتان، بہاولپور اور رحیم یار خاں کے سیاسی و تبلیغی دورہ سے واپس لاہور پہنچے تو عارفوالہ میں کی گئی تقریر کے سلسلہ میں لاہور کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر نے آپ کو اپنی عدالت میں طلب کر لیا۔ راقم السطور ان دنوں ہفت روزہ اہل حدیث کی ادارت سے وابستہ تھا۔ علامہ مرحوم دفتر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آؤ ذرا کچہری تک چلیں وہاں اسے ڈی سی نے مجھے بلایا ہے

جب ہم عدالت میں پہنچے تو اے ڈی سی نے علامہ صاحب کو عارفوالہ کی تقریر کی رپورٹنگ دکھانے کے بعد کہا کہ میں آپکو اپنی تقریر میں آئندہ محتاط رویہ اختیار کرنے کی وارننگ دیتا ہوں علامہ صاحب نے فوراً کہا کہ میں اس وارننگ کو تسلیم نہیں کرتا اور آپ نے اس وقت اپنے تحریری بیان میں لکھا کہ "میں نے اس تقریر کو پڑھا ہے میں بنیادی طور پر اس رپورٹنگ کو غلط سمجھتا ہوں اور فقرات کو سیاق و سباق سے الگ کرکے لکھا گیا ہے باقی جو کچھ میں نے کہا تھا اسے حق و صداقت کے طور پر پیش کیا تھا اور حق و صداقت سے اعراض، گریز اور پسپائی اختیار نہیں کی جا سکتی" ۷۳/۳/۸

جب ہم دفتر واپس پہنچے تو جناب علیم ناصری مدیر اعلیٰ ہفت روزہ الاعتصام

باقی ص ۳۲ پر